مولانا ابوالکلام آزاد کا دستیاب اُردو کلام

ڈاکٹر مظفر عباس☆

مولانا حسرت موہانی نے مولانا آزاد کی نثر کے بارے میں یہ شعر کہا تھا

جب سے دیکھی ابوالکلام کی نثر   نظم حسرت میں بھی مزا نہ رہا

آزاد کی نثر کی یہ خوبی اُن کے بلند پایہ شعری ذوق کی مرہونِ منت ہے، آزاد کی شخصیت کا یہ پہلو عموماً نظروں سے اوجھل رہا ہے کہ وہ بلند مرتبہ شاعر بھی تھے، اُن کی نثر کی شہرت نے جہاں اُن کی مقبولیت میں اضافہ کیا ہے وہاں اُن کی شاعری کے پس منظر میں چلے جانے کا باعث بھی یہی ہوئی ہے، اس سلسلے میں آزاد کا یہ انداز بھی قابلِ ذکر ہے کہ اُنہوں نے شاعری کو یکسر چھوڑ کر نثر کے منطقے میں اپنے آپ کو محدود کر لیا تھا۔ چنانچہ غبارِ خاطر، کے ایک مکتوب میں وہ لکھتے ہیں کہ شعر کہنے کی عادت مدتیں ہوئیں بھلا چکا ہوں (۱)، لہٰذا ترک شعر گوئی کے سلسلے میں خود آزاد کی شعوری کوششوں کا بھی دخل ہے۔ مگر یہ حقیقت مسلّم ہے کہ اگر آزاد نثر نہ ہی لکھتے تو اُن کا کلام اُن کا نام ادبی تاریخ میں زندہ رکھنے کیلئے کافی تھا۔ اپنی زندگی کے ابتدائی دور میں مولانا باقاعدہ طور پر شاعری کرتے تھے اور مشاعروں میں شرکت کیا کرتے تھے۔

☆ ڈائریکٹر ڈویژن آف آرٹس اینڈ سوشل سائنسز، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لاہور

اس سلسلے میں چراغ حسن حسرت نے ایک مضمون میں یوں شہادت دی ہے:

''مولانا ابوالکلام کسی زمانے میں شعر بھی کہتے تھے اور مشاعروں میں بھی شریک ہوتے تھے۔ چنانچہ میں نے بعض لوگوں کی زبانی سُنا ہے کہ آج سے تیس پینتیس سال پہلے کلکتہ کے مسلم انسٹیٹیوٹ میں جو مشاعرے ہوتے تھے۔ اُن میں وہ ہمیشہ طرح پر غزل کہہ کے لاتے اور خود پڑھ کے سناتے تھے لیکن

یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جواں تھا

اور جوانی بھی کہاں یہ اُن کے لڑکپن کا ذکر معلوم ہوتا ہے کیونکہ جوانی میں وہ بڑے بوڑھوں سے آگے تھے (۲)

بلکہ اُن کی شاعری کا آغاز اُنکی نثر نگاری سے بھی پہلے ہوا ہے چنانچہ اس سلسلے میں شیخ اکرام لکھتے ہیں

''یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ سب سے پہلے اُنہوں نے شاعری شروع کی آزاد تخلص رکھا اور کلکتے کے مشاعروں میں غزلیں پڑھنا شروع کیں۔ (۳)

مشاعروں کے علاوہ وقتاً فوقتاً گلدستوں اور جرائد میں بھی اُن کا کلام شائع ہوتا تھا چنانچہ اُس دور کے موقر جرائد خصوصاً مخزن کی پرانی فائلوں میں اُن کا کلام موجود ہے۔

ان ذرائع سے حاصل ہونے والا مولانا کا اُردو کلام یہاں یکجا کر کے پیش کیا جارہا ہے ۔یہ کلام آزاد کی ادبی زندگی کے ایک نئے پہلو کا شارح ہونے کے ساتھ ساتھ اُن کی نثر پر شاعرانہ اثرات کے محرکات کو بھی واضح کرتا ہے۔

نعت

(۱)

موزوں کلام میں جو ثنائے نبیؐ ہوئی
تو ابتدا میں طبع رواں منتہی ہوئی

ہر بیت میں جو وصف پیمبر کئے رقم
کاشانۂ سخن میں مرے روشنی ہوئی

کچھ تازہ رونقیں قدمِ مصطفیؐ سے ہیں
رضواں یہ کہہ رہا ہے کہ جنت نئی ہوئی

تاریک شب میں آپ نے رکھا جہاں قدم
مہتاب نقش پا سے وہاں روشنی ہوئی

آزاد اور فکر جگہ پائے گی کہاں
اُلفت ہے دل میں شاہِ زمنؐ کی بھری ہوئی(۴)

(۲)

وصفِ نبیؐ سے نظم کی یہ برتری ہوئی
طوبیٰ کی طرح شاخ فضا میں ہری ہوئی

مژدہ گدائے شہ کو دیا یہ سروش نے
حاصل دیار دیں میں تجھے افسری ہوئی

پہنچوں گا حشر سے چمنستان خلد میں
عشقِ رسولِ حقؐ کی اگر رہبری ہوئی

شمہ ثنائے شاہ رسلؐ کا نہ لکھ سکے
بیکار شاعروں کی سخن گستری ہوئی

اوصاف جب لکھے دُرِ دندانِ پاک کے
عالم میں اپنی طبع رسا جوہری ہوئی

یادِ نبیؐ میں دولتِ عقبیٰ حصول ہے
کیا غم جو اس جہاں میں مجھے بے زری ہوئی

اعجازِ مصطفیؐ کے ہوئے دل سے معتقد
باطل فسوں گروں کی جو افسوں گری ہوئی

حسنِ حبیبِ حقؐ کی تجلّی کے روبرو
تاریک تر ضیائے مہ و مشتری ہوئی

آزاد وصفِ نور نبیؐ جب رقم کیا
شہرت زمانے میں صفتِ انوری ہوئی(۵)

(۳)

ہے اُمّتِ رسولؐ سے جنت بھری ہوئی
جنت میں ہے رسولؐ کی اُمت بھری ہوئی

معمور دل ہے یاد شۂ مشرقین سے
اس گھر میں دوجہاں کی ہے دولت بھری ہوئی

میں افصح العرب کا ثنا خواں ہوں دوستو
کیونکر نہ ہو سخن میں فصاحت بھری ہوئی
پاتے تھے لوگ خطبۂ احمدؐ سے لذتیں
کیا بات بات میں تھی حلاوت بھری ہوئی
ہے قدسیان خاص کو بھی آپؐ سے خلوص
دل میں ہے ہر ملک کے ارادت بھری ہوئی
کعبہ سے منزلت میں نہیں کم دلِ حزیں
ختم رُسُلؐ کی ہے جو محبت بھری ہوئی
آزاد پر بھی ہو نگہٗ لطف یارسولؐ
ہے دل میں آرزوئے شفاعت بھری ہوئی (۶)

قطعات

آزاد کل جو سیر کو صحرا کی میں گیا
دیکھا کہ ایک شخص وہاں بے قرار تھا
اپنی بنا کے قبر اُسے دیکھتا تھا وہ
پھر دیکھ کر اُسے وہ بہت زار زار تھا
کہتی تھی اُس کو خلق کہ دیوانہ ہوگیا
دیکھا جو میں نے ایک ہی وہ ہوشیار تھا

(۲)

چھیڑو نہ مجھے کہ ہم صفیرو
مجھ مست کو مے کی بو بہت ہے
مجھ سے نہ کہو فسانۂ قیس
دیوانے کو ایک لُو بہت ہے

(۳)

ہوئی لندن میں از فضلِ الٰہی
نہایت شان سے جب تاج پوشی
کہا آزاد نے بڑھ کر ادب سے
مبارک شاہ کو اب تاج پوشی (۷)

۱۳۲۰ھ

گرچہ ہے وعدہ خلافی مری ثابت تم پر — اور وعدہ مرا پورا کبھی ہوتا ہی نہیں
پھر جو وعدہ بھی ہو پورا تو یہ شکوہ ہے تمہیں — کہ کبھی وقتِ معین پہ میں آتا ہی نہیں
یعنی فی الجملہ نتیجہ یہ نکالا تم نے — میں گیا وقت ہوں جاتا ہوں تو آتا ہی نہیں
وقت کہتے ہو مجھے سچ ہے مگر یہ تو کہو — پہلے تو وقت میسر کبھی ہوتا ہی نہیں
اور میسر ہو تو پھر قدر کرو قدر کرو — کہ جو جاتا ہے تو پھر حشر تک آتا ہی نہیں
میں تو ہوں وقت ملا گر تو غنیمت سمجھو — میں بھی سمجھا ہوں تمھیں وقت کہ ملتا ہی نہیں
آؤں گا آٹھ بجے ٹھیک میں انشاء اللہ — پھر نہ کہنا مجھے رنجور کہ آتا ہی نہیں

غزلیات

(۱)

نشتر بہ دل ہے آہ کسی سخت جان کی — نکلی صدا تو فصد کھلے گی زبان کی
گنبد ہے گردباد تو ہے شامیانہ گرد — شرمندہ میری قبر نہیں سائبان کی
ہوں نرم دل کہ دوست کے مانند رو دیا — دشمن نے بھی جو اپنی مصیبت بیان کی
آزاد بے خودی کے نشیب و فراز دیکھ — پوچھی زمین کی، تو کہی آسمان کی(۸)

(۲)

کیوں اسیر گیسوئے خمدار قاتل ہوگیا — ہائے کیا بیٹھے بٹھائے تجھ کو اے دل ہوگیا
کوئی نالاں، کوئی گریاں کوئی بسمل ہوگیا — اُس کے اُٹھتے ہی دگرگوں رنگِ محفل ہوگیا
تم نے مارا غیر کو اور رشک نے مارا مجھے — اس نے تن پر کھائیں تلواریں، میں بسمل ہوگیا
اُس نے تلواریں لگائیں ایسے کچھ انداز سے — دل کا ہر ارماں فدائے دستِ قاتل ہوگیا

انتظار اُس گل کا اس درجہ کیا گلزار میں
نور آخر دیدۂ نرگس کا زائل ہوگیا
یہ بھی قیدی بن گیا آخر کمندِ زلف کا
لے اسیروں میں ترے آزاد شامل ہوگیا (۹)

(۳)

چھوڑا نہ غم نے کچھ بھی مرے جسم زار میں
اِک جان ہے سو وہ بھی ترے اختیار میں
ٹھہری نہ خاک قیس بھی دم بھر مزار میں
پیدا ہوئے ہیں لاکھ بگولے غبار میں
ہے عکس روئے یار دل داغ دار میں
کچھ تیرگی نہیں ہے ہمارے مزار میں
کچھ ایسے محو ہوگئے اقرار یار میں
لطف انتظار کا نہ ملا انتظار میں
پیدا ہے رنگ حسن جوانی سے یار میں
جوبن پہ جس طرح سے ہو گلشن بہار میں
نکلی ہے جان حسرت دیدار یار میں
آنکھیں کھلی ہوئی ہیں ابھی تک مزار میں
ہو میل کیوں نہ گیسو و رخسارِ یار میں
روزِ ازل سے ربط ہے لیل و نہار میں
محفل میں اپنی دیکھ کے مجھ کو وہ کہہ اُٹھے
رسوا نہ کیجئے مجھے سو میں ہزار میں
لے نکلے گا تڑپ کے وہ مجھ کو بھی قبر سے
میں دل کے ساتھ رہ نہ سکوں گا مزار میں
آتش کدہ گلوں سے بنا ہے تمام باغ
چاروں طرف اک آگ لگی ہے بہار میں
دل دے کے فرضِ عشق تو ہم کر چکے ادا
جو کچھ ہو اب مشیت پروردگار میں
دو چند اس سے حسن پہ ان کو غرور ہے
جتنا نیاز و عجز ہے مجھ خاکسار میں
یوسف نہ تھا عزیز بہ چشم برادراں
اچھوں کی ہوگی قدر نہ اس روزگار میں
وہ پیاری پیاری شکل میں اندازِ دلفریب
رہتا نہیں ہے دیکھ کے دل اختیار میں
کرتے ہو کیوں وہ کام کہ ملتا نہیں ہے چین
رہتے ہو کیوں کسی کے دل بے قرار میں
اے باغبان تو نے یہ کیسا غضب کیا
بلبل کا آشیانہ اُجاڑا بہار میں
ایسی بھری ہیں یار کے دل میں کدورتیں
نامہ لکھا ہے مجھ کو تو خط غبار میں

ہم کچھ بھی وصفِ کاکلِ پیچاں نہ لکھ سکے
مضمون اُلجھ رہے قلم مشکبار میں

کچھ بھی نہ اُسکی وعدہ خلافی کا رنج ہو
آجائے موت ہی جو شب انتظار میں

غم ہجر کے سہوں کہ محبت سے ہاتھ اُٹھاؤں
افسوس کوئی بات نہیں اختیار میں

اے موت! تو ہی آ کہ وہ نہ آئیں گے کبھی
آنکھیں ہیں ایک عمر سے وا انتظار میں

تصویر ہی وہ اپنی شب وعدہ بھیج دیں
تکلیف انتظار نہ ہو انتظار میں

افسردگی عاشقِ بے حد کی حد نہیں
سینے میں دل ہے یا کوئی مردہ مزار میں

خونِ جگر کے پینے میں آتا ہے جو مزہ
وہ ذائقہ نہیں ہے مئے خوشگوار میں

موقوف آرزو پہ ہیں سامان ہجر کے
پہلا سا طول اب نہیں شب ہائے تار میں

سمجھو کہ کس کو کہتے ہیں تکلیف انتظار
بیٹھو کبھی جو دیدۂ خونابہ بار میں

سودائے زلف و رُخ میں غضب کا ہے انتشار
آب آگئے ہیں گردش لیل و نہار میں

فرقت کی رات جسکے تصور میں کٹ گئی
ایسی تھی باڑھ خنجر ابروئے یار میں

کل تک مریضِ عشق تڑپتا تھا درد سے
جنبش کی تاب آج نہیں جسم زار میں

وہ پوچھتے ہیں نزع میں کیسا مزاج ہے
اب کیا کہوں زبان نہیں اختیار میں

بیٹھے ہیں آج آپ تو پہلو میں غیر کے
ہم ہونگے کل عروس اجل کے کنار میں

کھٹکیں نہ کیوں نگاہ میں غیروں کے رات دن
ہیں زلف و رُخ کے عشق میں مژگان یار میں

سمٹ کر ہوں خاک سرمے کے مانند ہی اگر
پھر بھی کبھی سمائیں نہ ہم چشم یار میں

مجبور ہو کے زیر زمیں جاکے لی پناہ
جب سختیاں اُٹھا نہ سکے کوئے یار میں

ہوتے یونہی کسی سے ہم آغوش تھے کبھی
آتا ہے لطف ہم کو لحد کے فشار میں

سب آرزوئیں دل کی نکالو شبِ وصال
دو چار بوسے آج بھلا کس شمار میں

میں آپ سے کدورت غم میں بھی صاف ہوں
منہ دیکھ لیجئے میرے دل کے غبار میں

پوچھا کسی عزیز نے آکر نہ بعد دفن
بتلا کہ کیا گزرتی ہے تجھ پر مزار میں

کہنے لگے کہ آپ کی نیت تو ٹھیک ہے
بیتاب مجھ کو دیکھ کے بوس و کنار میں

شکوہ کریں تو کیا کریں جور و جفا کا ہم
سب عمر کٹ گئی ستم روزگار میں

مرنے کے بعد بھی ہے اسی طرح کشمکش
میں قبر میں ہوں دل ہے مرا کوئے یار میں

تقدیر کے لکھے کو مٹانا محال ہے
کیا دخل ہے مشیت پروردگار میں

بجلی سی کوند جاتی ہے گھونگٹ کے آڑ میں
کیا شوخیاں ہیں اس نگۂ شرمسار میں

جس کو پہن کے سویا تھا گردن میں وہ حسیں
خوشبوئے تازہ پاتا ہوں اُس باسی ہار میں

دعوائے عاشقی پہ یہ کہنے لگا وہ بُت
اللہ کی شان آپ بھی ہیں اس شمار میں

پامال کیجئے گا سمجھ کر ذرا اسے
ہے آپ ہی کا گھر دل بے اختیار میں

کھٹکیں نہ کیوں نگاہ میں غیروں کے رات دن
رہتے ہیں ہم تصور مژگان یاد میں

مجھ کو شب وصال نہیں ہے خیال ہجر
آتا نہیں ہے نام خزاں کا بہار میں

تیرے خیال دید نے بیدار کر دیا
جب آنکھ لگ گئی مری دم بھر مزار میں

اچھا ہوا کہ دل بھی گیا جان بھی گئی
دونوں عذاب تھے مجھے کنج مزار میں

اے دل خدا کی یاد میں اب صرف ہو رہو
کچھ کم پھرے صنم کدۂ روزگار میں

چپکے سے جب رقیب کو بیدار واں کیا
اللہ رے جذب، چونک گئے ہم مزار میں

میرا دل شگفتہ بھی اُس نے پرو لیا
اک پھول اور بڑھ گیا پھولوں کے ہار میں

افشاں کے یاد میں مرا یہ حال گیا
ذرے بھی سوجھتے نہیں گرد و غبار میں

گر اُن پہ اختیار نہیں ہے، نہیں سہی
غم ہے یہی کہ دل بھی نہیں اختیار میں

غیروں کے ساتھ فاتحہ پڑھنے جو آئے ہیں
یعنی نہ چین پاؤں میں دم بھر مزار میں

دل پر لگی وہ چوٹ کہ اُف کرکے رہ گیا
ٹوٹا جو گر کے جام کوئی بزمِ یار میں

سودا نیا جنوں ہے نیا ولولے نئے
اب اور ہی بہار ہے اب کے بہار میں
آزاد کو ہو اپنی تباہی کا کیا ملال
کس کو قیام ہستی ناپائیدار میں(۱۰)

(۴)

فراقِ یار میں دل یا جگر کو دیکھتے ہیں
جدھر لگی ہے ہمیں چوٹ اُدھر کو دیکھتے ہیں
وفا کا شوق ہے کہتے ہیں ناز کی بھی ہے
وہ پہلے تیغ کو اور پھر کمر کو دیکھتے ہیں
کھلا ہے منہ جو لحد میں کھلا ہی رہنے دو
جگہ نئی ہے مسافر ہیں، گھر کو دیکھتے ہیں
ہمارے درد کو جاتا ہے لا دوا کہہ کے
نگاہِ یاس سے ہم چارہ گر کو دیکھتے ہیں
کسی میں تو نظر آجائے گا تیرا جلوہ
اسی خیال سے ہم ہر بشر کو دیکھتے ہیں
یہاں تک اپنی طبیعت ہے بدگمان اُن سے
کہ اُن کی بزم میں اک اک نظر کو دیکھتے ہیں
جوانی آتے ہی اُن کو غرور حسن آیا
کچھ اب پھری ہوئی اُن کی نظر کو دیکھتے ہیں
یہ کیوں زبان سے ارشاد ہوگا خط کا جواب
کہ نامہ دیکھ کے اَب نامہ بر کو دیکھتے ہیں
غضب ہے دیکھ کے غیروں کو وہ کنکھیوں سے
یہ پوچھتے ہیں کہو ہم کدھر کو دیکھتے ہیں
ہر اک سخن میں نہاں ہے وہ صورت معنی
ہم اُن کے حسن کے حسن اثر کو دیکھتے ہیں
ستانے کو مجھے کہتے ہیں غیر کی نظریں
یہ وہ نظر ہیں کہ ہم جن نظر کو دیکھتے ہیں
تسلیاں شبِ فرقت میں دیں گے آخرکار
ابھی ترقی دردِ جگر کو دیکھتے ہیں
پڑے لچک نہ کہیں راہ میں بوقت خرام
سنبھل سنبھل کے وہ اپنی کمر کو دیکھتے ہیں
وہ خود ہی طالبِ دیدار ہوگئے کہ آزاد
ہم آہ آہ کے حسن اثر کو دیکھتے ہیں(۱۱)

(۵)

ان شوخ حسینوں کی ادا اور ہی کچھ ہے
ایسوں کی اداؤں میں مزا اور ہی کچھ ہے
یہ دل ہے مگر دل میں بسا اور ہی کچھ ہے
دل آئینہ ہے، جلوہ نما اور ہی کچھ ہے

ہم آپ کی محفل میں نہ آنے کو نہ آتے — کچھ اور ہی سمجھے تھے ہوا اور ہی کچھ ہے
بے خود بھی ہیں ہشیار بھی ہیں دیکھنے والے — ان مست نگاہوں کی ادا اور ہی کچھ ہے
آزاد ہوں اور گیسوئے پیچاں میں گرفتار — کہہ دو مجھے کیا تم نے سنا اور ہی کچھ ہے(۱۲)

رباعیات

(۱)

کیوں طعنۂ خویش و اقربا سہتے ہیں — ہے بات کوئی کہ آپ چُپ رہتے ہیں
ہیں کس کے خیال میں جنابِ آزاد — سنتے ہیں کسی کی اور نہ کچھ کہتے ہیں

(۲)

افسوس وہ بے غمی کی طفلی نہ رہی — افسوس وہ عیش کی جوانی نہ رہی
لے دے کے رہی تھی ایک پیری اے مرگ — تو کیا آئی کہ ہائے وہ بھی نہ رہی

(۳)

کیوں ہے یہ خراب اور کیوں ہے یہ بُرا — چاہ اپنی ہے اور شوق اپنا اپنا
ہے وعظ کی لت اُسے ہمیں شراب مدام — اُس کو اس کا ہے شوق ہم کو اُس کا

(۴)

سنتے ہیں رقیب سے ملاقاتیں ہیں — صحبت دن رات ہے مداراتیں ہیں
ہم کو نہیں اعتبار جو چاہو کہو — عاشق سے وہ منہ لگائے یہ باتیں ہیں(۱۳)

(۵)

آفتِ جاں ہے قصۂ جوانی میرا — ظاہر ہے حالِ نوحہ خوانی میرا
اک جان بچاؤں میں کس طرح آزاد — دل کا دشمن ہے یارِ جانی میرا(۱۴)

(۶)

تھا جوش و خروش اتفاقی ساقی اب زندہ دلی کہاں ہے باقی ساقی
مے خانے نے رنگ روپ بدلا ایسا میکش میکش رہا، نہ ساقی ساقی(۱۵)

ابیات

وعدۂ وصل بھی اک طرفہ تماشے کی ہے بات
میں تو بھولوں نہ کبھی آن کو کبھی یاد نہ ہو (۱۶)

....

غنچوں میں اہتزار ہے پروازِ حسن کی
سینچا تھا کس نے باغ کو بلبل کے خون سے(۱۷)

....

ہوتا ہے مجازی سے حقیقی کا توصل
ہے نفع بھی اس عشق کے ہمراہ خرد بھی(۱۸)

....

یہ فقط آپ کی عنایت ہے
ورنہ میں کیا مری حقیقت کیا

....

لے کے خود پیرِ مغاں ہاتھ میں مینا آیا
مئے کشو شرم کہ اس پہ بھی نہ پینا آیا(۱۹)

....

ترے فراق میں جینا بشر کا کام نہیں
ہزار شکر کہ اس عمر کو دوام نہیں(۲۰)

....

اے گلشنِ سخن کے ہوا خواہ شائقو
آؤ آؤ بہار بے خزاں کے مزے لوٹ لو

رازِ اُلفت کھل گیا باطن جو تھا ظاہر ہوا
اب تو ہے سب کی زباں پر جو ہمارے دل میں ہے

دل کو باتیں جب اُس کی یاد آئیں
کس کی باتوں سے دل کو بہلائیں

حسن پیدا تو کرو یوسف بازاری کا
حوصلہ جب تو کرے کوئی خریداری کا

قطعۂ تاریخ تصنیف "تذکرہ صادقہ"

مژدہ اے والیانِ صادقپور
مژدہ اے عاشقانِ روئے وطن

حضرت مولویٔ عبد رحیم
صاحب علم و ماہر ہر فن

تذکرہ یہ اُنہوں نے لکھا ہے
جس کی تعریف میں زبان الکن

نقطۂ نقطۂ ہے خالِ روئے بتاں
صفحہ صفحہ بیاضِ صحن چمن

واقعاتِ صحیح لکھے ہیں
جس میں کچھ بھی نہیں ہے جائے سخن

تذکرہ یہ وطن کا لکھا ہے
اس پہ شیدا ہیں عاشقانِ وطن

اس میں لکھا ہے حالِ صادقپور
جو کبھی تھا علوم کا گلشن

جو بزرگوں کا تھا کبھی ملجا
جو بزرگوں کا تھا کبھی مسکن

عالم و فاضل و ادیب و حکیم
الغرض کاملوں کا تھا مخزن

شمعِ بزم کمال کہیئے انہیں
جس سے بیت العلوم تھا روشن

ان کو کہیئے زرِ کمال اگر
اس کو کہیئے کمال کا معدن

ہائے دیکھو یہ گردش دوراں
ہائے دیکھو زمانے کے یہ چلن
اک خزاں لوٹ لے گئی سب کچھ
اب نہ وہ پھول ہیں نہ وہ گلشن
ہاں فقط یادگار ہیں باقی
جن سے اب نام ان کا ہے روشن
میرے مخدوم حضرتِ رنجور
جنکی توصیف یعنی نا ممکن
ان کا ارشاد تھا لکھو تاریخ
ان کا اصرار تھا کہ تعجیلاً
تھی اس فکر میں پریشانی
غور میں تھا کہ ناگہاں فوراً
دل سے آزاد کو ملی تاریخ
ہے طرح زندہ ذکر اہلِ وطن

۱۳۱۹ھ

ولہ

اس رسالے کی کس سے ہو تعریف
واقعی فیض کا مقالہ ہے
ہر روایت ہے مستند اس کی
معتبر اس کا ہر حوالہ ہے
صرف آزاد لکھ دو ہجری سال
خیرِ آفاق یہ رسالہ ہے (۲۰)

حواشی وحوالہ جات

۱۔ غبارِ خاطر (ساھتیہ طبع اوّل) مکتوب: ۱۸، ص: ۱۹۶

۲۔ مردم دیدہ (طبع اوّل، لاہور) ص: ۹۳۔۱۹۲

۳۔ موجِ کوثر (طبع نہم) ص: ۲۵۱

۴۔ سفینۂ نجات، بمبئی۔ اپریل ۱۹۰۰ء

۵۔ ارمغانِ آزاد (طبع اوّل) ص: ۵۲

۶۔ ماھنامہ ''صحن چمن'' نگینہ (ضلع بجنور) ستمبر ۱۹۰۳ء

۷۔ ''الپنچ'' پٹنہ مورخہ ۲۴، جنوری ۱۹۰۳ء

۸۔ نقشِ آزاد (طبع دوم) ص: ۱۰۷ (غزل کا تیسرا شعر مولانا آزاد کی ''بہن'' فاطمہ بیگم کی روایت کے مطابق شامل کیا گیا

۹۔ ''خدنگ نظر'' لکھنؤ، جون ۱۸۹۹ء

(یہ غزل ''مخزن'' لاہور اپریل ۱۹۰۳ء کے شمارے میں بھی شائع ہوئی ہے۔ ''مخزن'' میں مطبوعہ غزل میں تیسرا شعر نہیں ہے اور پانچواں شعر یہ ہے۔

قیس مجنوں کا تصور بڑھ گیا جب نجد میں
ہر بگولہ دشت کا لیلیٰ کا محمل ہو گیا

(نیز مقطع کے مصرعۂ اولیٰ میں ''قیدی بن گیا'' کی جگہ ''قیدی ہوگیا'' ہے اشعار کی تعداد دونوں

جگہ یکساں ہے۔)

(ملاحظہ ہو 'مولانا آزاد کا بچپن' از فاطمہ بیگم، مرتبہ خواجہ احمد فاروقی، آجکل' دہلی نومبر ۱۹۵۹ء)

۱۰۔ برطرح مشاعرہ ۱۹، اکتوبر ۱۹۰۱ء مرتبہ میر اخلاق حسین صحنِ چمن، نگینہ (بجنور) ستمبر ۱۹۰۲ء ص: ۷۷-۶

۱۱۔ ارمغان آزاد (مرتبہ ابوسلمان شاہجہان پوری) طبع اوّل ص: ۵۹-۵۸

۱۲۔ مہر نیم روز، کراچی مئی۔ اگست ۱۹۵۸ء (۱۹۲۰ء) میں لکھی گئی۔ ص: ۸

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ تذکرہ (طبع اوّل مکتبہ، عالیہ لاہور) ص: ۳۰۳ (۱۹۱۷ء کی لکھی ہوئی)

۱۵۔ نقشِ آزاد (طبع دوم) ص: ۱۰۸

۱۶۔ غبار خاطر (طبع اوّل ساھیتہ) ص: ۱۹۶

۱۷۔ مخزن لاہور، اگست ۱۹۰۲ء (مضمون بعنوان۔ ''خاقانی شروانی'' از آزاد)

۱۸۔ اُردو ادب علی گڑھ (آزاد نمبر ۸۹ء) ص: ۲۲۳ (دوسرا مصرعہ مولانا ظفر علی خان کا ہے)

۱۹۔ تذکرۂ صادقہ (طبع اوّل) ص: ۴۷-۲۷۳